

بے خبری ملاں گا

اپنے بچوں کو پولیو کی خوراک پلانین

انجم نعیم



مروم دیگم لودن کے دیہہ انجم نعیم بھلو کے اہلہ آہاٹی مکلن میں ورزش کا سلسلہ جاری رہا۔ اچانک ہند۔ چین جنگ چھڑ گئی اور کلکتہ سے جو بھگدڑ مچی تو ہم لوگ بھی علاج چھوڑ کر گاؤں چلے آئے۔ لیکن اس دوران اتنا فائدہ ہو چکا تھا کہ میں کسی سہارے کے بغیر چلنے لگا تھا اور اس سرسبز کرانے والی مخلص نئی سسٹر تھامس کے مطابق، اس سے زیادہ بہتری ممکن نہ تھی۔ ورزش کے دوران سسٹر تھامس میرے والد کو یقین دلا چکی تھیں کہ یہ کسی ”کالی ہوا“ کی ماریٹیں ہے بلکہ یہ ایک بیماری ہے اور اس کا نام پولیو ہے اور اب اس کا انجکشن بھی عالمی بازار میں آ گیا ہے۔

میرے والد کے ۱۹۹۶ میں انتقال سے کئی سال پہلے امریکہ میں اورل پولیو ویکسن (اوپی وی) ایجاد ہو چکا تھا اور ہندوستان میں اس کی نیک کاری کی مہم شروع ہو چکی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں یہ طریقہ بنا لیا تھا کہ جب گاؤں یا آس پڑوں کے کسی گھر سے بچے کی پیدائش کی خبر ملتی تو فوراً وہاں پہنچتے اور نوزائیدہ کو پولیو کا ٹیکہ لگوانے کا باصرار مشورہ دیا کرتے۔ جیسے بیان کی زندگی کا ایک مشن ہو گیا تھا جسی الامکان میں نے بھی اپنے والد کی اس روایت کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

— فیروز مہلوہر خود نوشت —

ایک عام آدمی کی سرگذشت سے اقتباس

نیا نہیں جھکا یا، وہ کون سے بزرگ تھے جن کی دعاؤں کی پونجی کا امام ضامن تیری بازو پر نہیں باندھا اور اس کے بعد وہ کون سی جمعہ کی رات تھی جب مسجد کی طاق میں امید کا دیا روشن نہیں کیا لیکن وہ کالی ہوا جیسے ہر لوگو کو بھانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ تین چار سال کی تمام کوششوں کے باوجود میرے والدین کی بے چارگی کو جیسے ثبات حاصل ہو گیا۔ میری ماں کو میرے والد مرحوم نعیم الدین صاحب نے صبر کرنے کا حوصلہ دیا ”جیسا ہے، ہمارے گھر کا چراغ ہے۔ اسی سے دروازے پر روشنی رہے گی۔“ ان کے اس صبر میں کتنی ماپوسی تھی، اس کا میں اس وقت تک اندازہ لگانے کے قابل ہو چکا تھا۔

۱۹۶۲ کے اوائل میں کلکتہ میں میرے والد کو پتہ چلا کہ میری دکان کے قریب ہی مشنری کا کوئی ہیلتھ کلینک ہے جہاں ایسے معذور بچوں کے فالج زدہ ہاتھ پاؤں کا ورزش کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مجھے فوراً گاؤں سے بلوا کر وہاں علاج شروع کیا اور مہینوں صبح شام پاؤں کی

”جیسا ہے، ہمارے گھر کا چراغ ہے۔ اسی سے دروازے پر روشنی رہے گی۔“

یہ میری زندگی کا عجیب خوشنما اتفاق ہے کہ ۱۹۵۵ کے جس ماہ میں ڈاکٹر جو ناس ساک نے پولیو کے لئے پہلا ویکسن تیار کیا اسی ماہ میں میری پیدائش ہوئی۔ لیکن کامیابی کی منزل ابھی کافی دور تھی۔ ٹھیک تین سال بعد میرے والدین کے ہونٹوں کی مسکراہٹ ایک دن اچانک دم توڑ گئی۔ میری ماں بتاتی ہیں کہ بخار کا چوتھا دن تھا اور میں اچانک چلتے چلتے گرنے لگا۔ داہنے پاؤں میں جیسے خون کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔ پہلے سوچا گیا کہ شاید کوئی چوٹ لگی ہو یا موج آگئی ہو لہذا ہر قسم کی ماش اور ٹوٹکے کئے گئے لیکن کچھ ہی دنوں بعد داہنا پاؤں کافی دبلا ہو کر بالکل جھول گیا۔ مسجد کے امام صاحب جو ہر شام مغرب کی نماز کے بعد دم کرنے آیا کرتے تھے، نے نہایت تین کے ساتھ تھمیں کا اعلان کر دیا کہ یہ تو ”کالی ہوا“ کی مار ہے جس کا علاج صرف بزرگوں کی دعاؤں میں ہے۔ میری ماں مریم بیگم کی کزور پڑتی محفوظ بانہوں میں میرا فالج زدہ وجود لنگ رہا تھا اور ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ کرتے آنسو چاند تارے نکلے ہوئے میرے گونے دار پیراہن کو تر کر رہے تھے۔ ان کی بے چارگی کو میں صرف اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا تھا اس کی شدت کا اندازہ لگانا میرے بس کی بات نہیں تھی۔

اماں کہتی ہیں کہ وہ کون سی درگاہ تھی جس کی چوکھٹ پر چین